سرکاری رپورٹ

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 17 جنوری 1996ء بمطابق 25 شعبان المعظم 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	وقفہ سوالات	۲
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۱۸
۴۔	تحریک التواء منجانب میر ظہور حسین کھوسہ	۲۱
۵۔	بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ۱۹۹۴ء پیش کی گئی۔	۲۶

(الف)

1- جناب اسپیکر ________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ________ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ______ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)
صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسراراللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بہبود آبادی
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۴ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر ستارام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

اجلاس مورخہ 17 جنوری 1996ء بمطابق 25 شعبان المعظم 1416 ہجری

بروز بدھ بوقت گیارہ بجکر پینتالیس منٹ (قبل دوپہر)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی۔ ڈپٹی اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝

ترجمہ ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ وقفہ سوالات۔ سید شیر جان بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر تین سو دو دریافت فرمائیں۔ (معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے۔ اور نہ ہی متعلقہ سوال کا جواب دیا گیا)

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔ اگلا سوال نمبر تین سو تین مولانا عبدالواسع صاحب دریافت فرمائیں۔

مسٹر کچکول علی (وزیر ماہی گیری) : جناب اسپیکر صاحب سوال نمبر تین سو دو اپوزیشن میں سے کوئی رکن پوچھے گا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی وہ سوال ختم کیا جاتا ہے جی مولانا صاحب اپنا سوال دریافت فرمائیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو پوچھیں۔

303- **مولانا عبدالواسع** :

کیا وزیر قانون از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان میں دیوانی مقدمات میں حصول انصاف کے لئے فیصلہ ذیل مختلف قوانین نافذ العمل ہیں اور ہر قانون کے تحت قائم عدالت کے اختیار سماعت میں تضاد ہے یعنی۔

(1) سول کورٹ آرڈیننس 1977ء جس کے تحت سول جج صاحبان کے عدالت ہائے قائم ہیں۔

(2) دستور العمل دیوانی قلات 1952ء جس کے تحت قاضی صاحبان کے عدالت ہائے قائم ہیں۔

(3) شریعت ایپلکیشن ریگولیشن 1976ء جس کے تحت قاضی صاحبان کے عدالت ہائے قائم ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ تضاد کیوں رکھا گیا ہے اور حکومت نے اس تضاد کو دور کرنے کے لئے کیا کارروائی کی ہے یا لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔

مسٹر عبدالقہار ودان (وزیر قانون) : یہ درست ہے کہ بلوچستان میں سول کورٹس آرڈیننس 1962ء اور دستور العمل دیوانی قلات 1952ء کے تحت قائم عدالتوں کے اختیارات لامحدود ہیں جبکہ بلوچستان شریعت ایپلکیشن ریگولیشن 1976ء کے تحت قائم عدالتیں صرف 50000 روپے مالیت تک کے سول مقدمات سننے کا اختیار رکھتی ہیں اس تضاد کو محسوس کرتے ہوئے محکمہ قانون نے 4 مارچ 1993ء کو شریعت ایپلکیشن ریگولیشن 1976ء کا ترمیمی ڈرافٹ ریگولیشن 1993ء مرتب کرکے برائے مزید کارروائی محکمہ امور داخلہ کو ارسال کیا۔ کیونکہ بلوچستان گورنمنٹ رولز آف بزنس 1976ء کے تحت ٹرائبل ایریا سے متعلق جتنے بھی قوانین ہیں اس میں ترمیم کا اختیار محکمہ امور داخلہ کو ہے جو اس قسم کے قوانین کا اطلاق کرنے سے پہلے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین آرٹیکل 247 کے تحت صدر پاکستان کی پیشگی منظوری کے بعد اس مسودہ قانون کو قبائلی علاقہ میں نفاذ کرواتا ہے۔

محکمہ امور داخلہ کے مطابق اب تک یہ مسودہ قانون انڈر پروسیس ہے جونہی صدر پاکستان کی منظوری موصول ہوگی اس ترمیمی مسودہ قانون کو فی الفور قبائلی علاقہ جات میں نافذ کردیا جائے گا تاکہ تضاد باقی نہ رہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر وزیر صاحب نے ایسا جواب دیا ہے کہ تضاد ختم نہیں ہوسکتا ہے یہاں ایسے کئی ڈسٹرکٹس ہیں آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کئی اضلاع میں قضاء سسٹم نافذ ہے اور کئی ایسے اضلاع میں جو قضاء سسٹم سے محروم ہیں حالانکہ سپریم

کورٹ نے بھی جرگہ سسٹم کو ایک کالا قانون قرار دیا ہے اس کو چیلنج کیا ہے یہ تمام مسلمانوں کا ایک آسان اور مشترکہ قانون ہے۔ یہ نظام قضاہ یہاں نافذ نہیں ہے مثلاً کوئٹہ اور پشین کے اضلاع میں یہ نظام نافذ نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئٹہ اور پشین کے لوگ مسلمان نہیں ہیں کیا وہ یہاں قضاہ کا نظام نہیں چاہتے ہیں اس قانون میں سب کی بھلائی ہے ہم تو عمل کا پوچھتے ہیں عمل نہ کرنے میں ناکامی ہے۔ دوسرا سوال میرا وزیر متعلقہ صاحب سے یہ ہے کہ انہوں نے جو پراسیس کے بارے میں فرمایا ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ پراسیس کب تک مکمل ہوگا۔

وزیر قانون : مولانا صاحب مسئلہ یہ ہے کہ اس میں کئی قانونی پیچیدگیاں ہیں کئی آرڈیننس ابھی تک ہماری اس اسمبلی میں بلکہ قومی اسمبلی میں بھی پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی ڈسک ٹائم لگتا ہے اس میں لاء ڈیپارٹمنٹ اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے درمیان ان کے آفسز میں یہ پراسیس ہورہا ہے چونکہ یہ ایک قانونی مسئلہ ہے اس لئے ظاہر ہے اس میں ٹائم کافی لگے گا۔ قانونی ماہرین اس کو دیکھیں گے اور اس میں موجود قانونی پیچیدگیاں نکالیں گے مولانا صاحب ہماری قومی اسمبلی میں بھی آرڈیننس آتے ہیں صدر صاحب کے آرڈیننس آتے ہیں اور اس میں کئی سال اور مہینے لگ جاتے ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے ڈسکشن نہیں ہوتی ہے انیس تو تہتر کے آئین کے تحت بھی ابھی تک کئی چیزیں قومی اسمبلی میں آرڈیننس کی صورت میں ڈیلے ہورہی ہیں ان پر کوئی ڈسکشن نہیں ہوئی اور نہ یہ اسمبلی میں پیش ہوئے ہیں بلکہ دس سال سے آرڈیننس پڑے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ پیچیدگیاں ہماری اسمبلی میں اور قومی اسمبلی میں بھی موجود ہیں تاہم انشاء اللہ ہم کوشش کررہے ہیں جہاں تک لاء ڈیپارٹمنٹ کی کوشش ہے ہم انشاء اللہ آپ کو یقین دہانی کراتے ہیں یہ قانونی پیچیدگیاں جتنا جلد از جلد ہوں ہم نکال سکیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر وزیر قانون کا شکریہ کہ انہوں نے ہمیں اس میں قانونی پیچیدگیاں دور کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے جناب اسپیکر آپ بھی تو اسی

صوبے سے تعلق رکھتے ہیں دیگر ممبران کو بھی معلوم ہوگا یہ صحیح ہے کہ ہمارے قاضی صاحبان میں بھی بے شک کمزوریاں ہوں گی لیکن جناب وہ بھی تو پبلک سروس کمیشن کی پیداوار ہیں اور اسی پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ اسمبلی میں ہمارے پارلیمانی امور کے وزیر صاحب آج پیش کررہے ہیں اس پر پتہ نہیں انہوں نے کتنا خرچ کیا ہوگا اس کے اندر کیا ہے اس کا بھی پتہ ہمیں پتہ نہیں ہے لیکن پبلک سروس کمیشن سے سلیکٹ کئے ہوئے لوگ بھی دراصل نظام قضاہ سے نابلد ہیں۔ ہم وزیر قانون صاحب کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ ان کو توفیق دے کہ وہ قانونی طریقے سے یہ پیچیدگیاں دور کردیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا عبدالواسع صاحب سوال نمبر تین سو چار دریافت فرمائیں۔

(جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا)

304- **مولانا عبدالواسع**

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شریعت ایپلکیشن ریگولیشن 1976ء صرف قبائلی علاقہ جات ضلع ڈیرہ بگٹی کوہلو' بارکھان' موسیٰ خیل' ژوب قلعہ سیف اللہ اور لورالائی میں نافذ العمل ہے اور ژوب ڈویژن کے عوام کی استدعا پر محکمہ قانون نے شریعت ایپلکیشن ریگولیشن 1976ء کو دستور العمل دیوانی قلات کے برابر بنانے کے لئے ریگولیشن 1976ء میں ترمیم کا مسودہ تیار کیا تھا۔ جس کا باقاعدہ عدالت عالیہ بلوچستان نے منظوری بھی دی ہے اور آئین کے تحت گورنر اور صدر سے منظوری حاصل کرنے کے لئے 1993ء میں محکمہ داخلہ کو بھجوایا گیا ہے مگر محکمہ قانون کے بار بار یاد دھانیوں کے باوجود محکمہ داخلہ نے تاحال اس ترمیمی مسودے کو گورنر اور صدر کی منظوری حاصل کرنے کے لئے نہیں بھجوایا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ داخلہ تقریباً" دو سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس ترمیمی مسودہ کو گورنر اور صدر کی منظوری کے لئے نہ بھجوانے کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا یہ تاخیر قبائلی علاقہ جات کے عوام کی مشکلات میں اضافہ کی باعث نہیں ہیں۔

مسٹر عبدالقہار ودان (وزیر قانون) : یہ درست ہے کہ شریعت ایپلیکیشن ریگولیشن 1976ء قبائلی علاقہ جات میں نافذ العمل ہے محکمہ قانون نے اس ریگولیشن کو دستور العمل ایوان قلات کے برابر لانے کے لئے ترمیمی مسودہ تیار کیا تھا اور محکمہ داخلہ کو بھجوایا تھا تاہم محکمہ داخلہ میں مجوزہ ترمیم پر غور و خوص کرنے کے بعد دوبارہ محکمہ قانون اور دیگر قانونی ماہرین سے رائے طلب کرنے کے لئے بھجوایا ہے تاکہ وہ قانونی پیچیدگیوں اور مسائل کو دور کیا جاسکے جن کی محکمہ داخلہ نے غور و خوص کرنے کے بعد نشاندہی کی ہے۔ یہ عمل مکمل ہونے کے بعد اسے وزیر اعلیٰ اور گورنر بلوچستان اور صدر پاکستان کو منظوری کے لئے بھجوایا جائے گا۔

وزیر قانون : جناب اسپیکر ویسے یہ سوال بھی اسی نوعیت کا ہے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر میرے خیال میں جو جواب دیا گیا ہے وہ ناکافی ہے۔ کیونکہ انیس سو ترانوے میں محکمہ قانون نے وہاں بھیجا اور آج تین سال گزرنے کے باوجود محکمہ داخلہ نے جو اتنا دور بھی نہیں ہے وہاں جانے میں کون سا وقت لگتا ہے۔ جناب اسپیکر وہ کون سی قانونی پیچیدگیاں ہیں ان کو اس ایوان میں پیش کیا جائے ان کو بتانا چاہیئے تھا تاکہ اس ایوان کے ذریعے عوام کو پتہ چلے کہ اتنا زیادہ وقت کیوں لگتا ہے۔ میں ذاتی طور پر تو وزیر قانون اور وزیر داخلہ کے دفتر جا کر بھی پتہ کرسکتا ہوں کہ وہ کون سی قانونی پیچیدگیاں ہیں لیکن وزیر صاحب اس ایوان کو ان قانونی پیچیدگیوں کے بارے میں مطلع کریں جبکہ محکمہ قانون نے انیس سو ترانوے میں یہ محکمہ داخلہ کو بھیجا ہے۔ مجھے تو محکمہ داخلہ کی نیت پر شک ہے آپ ذرا اس کی تفصیل

ایوان میں پیش کریں وہ کون سی لامتناہی پیچیدگیاں ہیں جو دور نہیں کی جاسکتیں۔ میرے خیال میں تو وزیر صاحب غیر معینہ مدت تک بھی نہیں پیش کرسکیں گے۔

وزیر قانون : مولانا صاحب جہاں تک آپ کے ضمنی سوال کا تعلق ہے جو سوال میرے خیال میں آپ نے کیا ہے اس کا مکمل جواب تو آپ کو دیدیا گیا ہے آپ کو مل گیا ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تقریباً" نومبر دسمبر چورانوے میں لاء ڈیپارٹمنٹ میں بھیجا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ سلسلہ تقریباً" انیس سو ترانوے سے چل رہا ہے ہم نے پہلے بھی آپ کو قانونی پیچیدگیوں کے بارے میں بتایا ہے آپ نے لاء ڈیپارٹمنٹ سے قانونی پیچیدگیوں کی تفصیل کی بابت پوچھا ہے آپ ہمارے دفتر تشریف لائیں ہم آپ کو مطلع کردیں گے انشاء اللہ اس میں شاید ہمیں آپ کی رہنمائی بھی حاصل ہوجائے آپ کا تعاون ہمیں حاصل ہوجائے گا۔ ہم وہاں بیٹھ کر اس پر تفصیلی بات کرلیں گے۔ مولانا صاحب ابھی یہاں آپ کے ضمنی سوال کا جواب اور تفصیل نہیں دی جاسکتی ہے اس کے لئے آپ یا تو الگ سوال لائیں ورنہ میرے دفتر تشریف لے آئیں ہم وہاں اسے دیکھ لیں گے ہم ان کو وزارت داخلہ اور لاء ڈیپارٹمنٹ کے مابین ہونے والی خط و کتابت وہ لیٹرز بتادیں گے اگر نہیں تو مولانا صاحب فریش کوانسچن کریں ہم جواب بتادیں گے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر وزیر قانون صاحب کی بات ٹھیک ہے میرا یہ سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے آپ کو معلوم ہے اور وہ سمجھتے ہیں لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے وزیر قانون صاحب اور لاء ڈیپارٹمنٹ کو اس میں خلل نہیں ڈالنا ہے۔ وزیر قانون نے زیادہ وقت لینا ہے لیکن میں یہ سوال اسمبلی میں اس لئے لایا ہوں یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے یہ تو پورے صوبے کا مسئلہ ہے یہ میرے ذاتی واٹر سپلائی کی کوئی اسکیم نہیں ہے ایسی بات نہیں۔ یہ نہیں کہ میں آپ کے دفتر آؤں اور آپ صرف مجھے مطمئن کردیں بلکہ آپ نے اس ایوان کو مطمئن کرنا ہے کہ عوام کا یہ مسئلہ کب تک حل

ہوگا جناب آپ یہ ایوان کو بتائیں۔ یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ میرا ذاتی مسئلہ تو حل نہیں ہو سکتا ہے لیکن پورے ایوان کے علم میں لانے کے لئے میں نے یہ سوال کیا تھا۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) مولانا صاحب کی بات ٹھیک ہے یہاں آپ دیکھیں دو مسئلے ہیں مثلاً" دیوانی قلات اور ہمارے بی ایریا زیعنی قبائلی علاقے میں جو ریگولیشنز ہیں ان میں فرق ہے دیوانی قلات میں ایک دیوان جج کو پانچ کروڑ تک اختیارات ہیں یعنی سیشن اور ہائی کورٹ سے بہت زیادہ اختیارات ہیں بلکہ لامحدود اختیارات ہیں جبکہ ہماری ہائی کورٹ اور سیشن کورٹس کے پاس صرف پچاس ہزار کے اختیارات ہیں آپ دیکھیں ہمارے سیشن اور ہائی کورٹس اور دیوانی قلات کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس قدر فرق ہوتے ہوئے ہمیں نے سوچنا ہوگا کہ ایک طرف تو لامحدود اختیارات ہیں جبکہ دوسری طرف بہت کم لہذا ہمیں ان کو برابر لانے کے لئے یا تو ایک کو نیچے لانا ہے اور یا پھر دوسرے کو بھی اوپر لا کر دونوں کو ایک برابر یعنی مساوی بنانا ہے یعنی ہمیں دیکھنا ہوگا کہ یہ ایک دوسرے کو کراس تو نہیں کرجاتے۔ بہرحال جناب اسپیکر یہ ایک اہم تکنیکی مسئلہ ہے۔ چونکہ یہ تکنیکی مسئلہ ہے اس پر بار بار محکمہ قانون جو ہے وزیر داخلہ کے پاس بھیج دیتی ہے وزیر داخلہ پھر اس میں یہ وضاحت کرتے ہیں کہ اس میں یہ قباحت ہے اس کو واپس ٹھیک کریں تو اس میں آنے جانے میں اس پر کافی ٹائم لگا اور چونکہ یہ ایک ضروری مسئلہ ہے اس کے لئے مستقل حل چاہئے اور شاید جس طرح کہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ اگر خدا نے چاہا تو ہمارے باقی ایریا میں بھی نافذ ہوجائے۔ ہاں آپ کے قاضی صاحبان خدا خیر کرے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے ہمارے پروڈکشن ہیں ہم کہتے ہیں کہ آپ کی پروڈکشن ہے وہ تو اپنی بات جدا ہے کہ ان کی کیا قابلیت ہونی چاہئے کیا نہیں ہونی چاہئے لیکن ہو سکتا ہے کہ بعد میں ان ایریاز میں بھی آجائے۔ اس کے لئے ایک مستقل حل۔ کہ کیا وہ اختیارات لامحدود ہیں جس طرح کہ

دیوان قلات ہے یا جس طرح کہ پاکستان کے باقی حصوں میں کسی لیول پر رکھیں تو ان دونوں کو برابر کرنے کے لئے کچھ قانونی پیچیدگیاں ہیں اس کو سارٹ آؤٹ کرنے کے لئے ایک محکمہ دوسرے سے پوچھتا ہے دوسرا محکمہ تیسرے سے پوچھتا ہے لہٰذا اس پر کچھ وقت لگا انشاء اللہ امید ہے کہ اس کو ہم جلد حل کر دیں گے۔

مولوی عبدالباری : جناب اسپیکر ہمارے پہلے وزیر قانون صاحب اس وقت پتہ نہیں کس چیز کا وزیر ہے۔ طالبان کا وزیر ہے تو اس وقت جب ڈاکٹر صاحب وزیر قانون تھے انہوں نے یہاں پر ایک مسودہ بنایا تھا کہ یہاں پر جو دستور العمل دیوانی مقدمات ہیں ان کا جو دیوانی مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے دائرہ عمل وہ پچاس ہزار تک ہے۔ تو پھر انہوں نے یہاں سے قانون اور مسودہ پاس کروایا تھا کہ پچاس ہزار سے لامحدود۔ ہمارا ڈاکٹر صاحب جو آج بدقسمتی سے وزیر قانون نہیں ہے جب یہ وزیر قانون تھے اس وقت انہوں نے پاس کروایا۔۔۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : (پوائنٹ آف آرڈر) میں تصحیح کرتا ہوں پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک ہم نے کیا تھا لامحدود نہیں کیا تھا یہ آپ تصحیح کریں۔

مولوی عبدالباری : جناب اسپیکر وزیر صاحب نظام قضا کو لامحدود اختیارات دینے کے لئے کیوں پریشان ہیں؟ حالانکہ دستور العمل دیوانی مقدمات اور یہاں پر جو شریعت ایپلیکشن ریگولیشن ہے ان کے جو مقدمات ہوتے ہیں جو فیصلے ہوتے ہیں وہ پاکستان کے آئین کے مطابق فیڈرل شریعت کورٹ کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کے مطابق ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر آپ کو معلوم ہے کہ ژوب قبائلی ایریا ہے وہاں پر پی اے بیٹھتے ہیں۔۔ پولیٹیکل ایجنٹ ژوب کے عوام کی یہی ڈیمانڈ ہے کہ ہم پر جو ہے دستور العمل دیوانی مقدمات نافذ کریں۔ یا شریعت ایپلیکشن ریگولیشن کو نافذ کریں جب عوام خود ایک چیز چاہتے ہیں تو ہم کیوں نہیں دے رہے ہیں۔ جمہوریت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ عوام جس قانون کو چاہتے ہیں جو قانون

عوام کے لئے آسان ہے سستا انصاف فراہم کرسکتے ہیں تو اسی قانون کو وہاں پر لاگو کریں نافذ کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : اس میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ بالکل نافذ ہوں گے لیکن یہ ہے کہ ہر عدالت کے اپنی حدود ہوتی ہیں جس طرح کہ سول کورٹ کے ایک لاکھ پر سیشن کورٹ کے پھر فلانے کے۔ اسی طرح آپ ایک قاضی صاحب کے لئے لامحدود چاہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ قاضی صاحب کے بغیر دوسرے شریعت کورٹس ہیں پھر دوسرے جو خاص لیول اس کے مقرر کرکے پھر شریعت کورٹس کی پھر تیسرے چوتھے کی ان کی حدود میں رکھیں یہ نہیں کہ----

مولوی عبدالباری : جناب اسپیکر ہم قاضی صاحب کے لئے لامحدود اختیارات نہیں چاہتے ہیں ہم نظام قضا کے لئے نظام قضا میں چاہے ڈاکٹر صاحب بیٹھا ہو چاہے کچکول صاحب بطور وکیل وکالت کررہا ہوں جو بھی کررہے ہیں ہم نظام کی سسٹم کی بات کررہے ہیں۔ جہاں تک جناب اسپیکر قاضی سے اوپر کا مسئلہ ہے اوپر کوئی کورٹ نہیں ہے صرف مجلس شوریٰ ہوتا ہے دستور العمل دیوانی مقدمات میں میں نے خود مطالعہ کیا ہے کہ وہاں پر قاضی سے اوپر جو ہے شوریٰ ہوتا ہے جس میں تین بیٹھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ان کا چیئرمین بھی کوئی سول جج ہوتا ہے کوئی اور ہوتا ہے وہ بھی ایک جید عالم قاضی کو مقرر کرنا چاہئے۔ تو یہ نظامِ قضا جناب اسپیکر صاحب بڑا مسئلہ ہے اس کے لئے کوئی کمیٹی----

ڈاکٹر کلیم اللہ : مولانا آپ دیوانی کی بات کررہے ہیں دیوانی کی حدود ہوتے ہیں کہ کونسا کیس آپ داخل کرسکتے ہیں۔

کچکول علی بلوچ (وزیر ماہی گیری) : جناب اسپیکر اگر آپ موقع دیں تو میں اس کی کلیئریفکیشن کردوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : میرے خیال میں جیسا کہ ہمارے ممبران نے جو سوال قاضی صاحبان کے لئے یا کہ یہاں کے ریگولیشن شریعت ہے یا کہ دستور العمل دیوانی قلات ہے ان کے سلسلے میں کی ہے اور ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب نے کہا تھا کہ جو پریولیج جیورسڈکشن ہے یا کہ مالیاتی جو قاضی کے اختیارات کی لمٹ کیا ہے یا کہ سول کی۔ میرے خیال میں یہاں جو بلوچستان گورنمنٹ نے شروع ہی سے یہ مسئلہ چلا آرہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر پنجگور میں قاضی کی جو پریولیج جیورسڈکشن ہے مالیاتی اگر اس کو محدود کیا جائے تو پھر وہاں جو لٹی گمنٹ ہیں وہ پریشان ہو جائیں گے کہ بھئی یہ جو مالیت ہے دعویٰ کی یہ زیادہ ہے قاضی کو اختیارات نہیں ہیں اس لئے ان چیزوں کو مدنظر رکھ کر انہوں نے جو دور دراز کے علاقے ہیں وہاں جو قضا بیٹھے ہیں یا کہ زیادہ تر قاضی بیٹھتے ہیں ان کے جیورسڈکشن انہوں نے زیادہ کئے ہیں۔ یہاں یہ جو کنٹونمنٹ ہے ایریا ہے کوئٹہ اس کی یہ ہے کہ یہاں آپ کے سینئر سول جج یا ڈسٹرکٹ کورٹ یا سیشن کورٹ۔۔ جسے ہم سیشن کورٹ کہتے ہیں لیکن اس کی جو ڈسٹرکٹ کورٹ کی جیورسڈکشن ہے وہ سول کیس ڈیل کرلے گی۔ یہاں جب پریولیج جیورسڈکشن کی انہیں یہ سہولت ہے کوئٹہ کے لوگوں کو یہ پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ یہاں ڈسٹرکٹ کورٹ ہی بیٹھا ہے میرے خیال میں یہ مسئلہ یہاں حل ہوا اس پر ہم لوگ یہ نہ کہیں کہ وہاں انہیں کیوں زیادہ جیورسڈکشن دیئے ہیں وہاں ان لوگوں کے عوام کے فلاح کے لئے کہ وہ یہاں نہیں آسکتے ہیں انہیں پریشانی نہ ہو۔ یہاں جو سول کورٹ ہے یا سینئر سول کورٹ ہے اس کی جو جیورسڈکشن ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو۔۔۔ میں اس کی گہرائی پر اگر جاؤں تو میرے خیال میں ہمارے جو ممبران صاحب ہیں۔۔ بلوچستان میں اس وقت ٹوٹلی شریعت لاء ہے اگر آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ 1990ء میں آپ کے فیڈرل شریعت کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا کہ وہ جتنے لاء جو اسلامک ایجوکیشن کے خلاف ہوں انہیں اوائڈ کی جائے۔ اور جو لاء شریعت کے مطابق ہوں آرڈیننس پاس کی جائے۔ آرڈیننس کے بعد

انہیں ایک ایکٹ کی صورت میں مکمل لاء بنادی جائے۔ جیسا آپ کی قصاص اور دیت آرڈیننس نہیں تھا۔ 1990ء سے پہلے اگر دو فریقین آپس میں لڑتے تھے تو اسٹیٹ کیا تھا پارٹی تھا۔ اگر وہ قتل کا معاملہ تھا تو کمپاؤنڈ ایبل نہیں ہوتا تھا لیکن شریعت میں قصاص اور دیت کی جو فلاسفی ہے انہوں نے کہا کہ بھئی یہاں یہ برطانیہ کی جو لاء ہے قصاص اینڈ دیت کے خلاف ہے۔ انہوں نے اس کو چیلنج کیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں آگر ایک سول جج بھی بیٹھا ہے وہاں اپیلنٹ ایبل ہے۔ اگر وہاں ایک قاضی بیٹھا ہے وہاں آپ کی سول لاء اپیلنٹ ایبل میں ہم اس کو کیوں نہیں کرلیں یہاں جو سبسٹینٹو لاء ہیں یہاں جو اصلی قانون جسے کہتے ہیں حقیقی قانون وہ بالکل جدھر بھی ہو چاہے آپ کے سپریم کورٹ سے لے کر آپ کے جو نیچے کے عدالت ہیں سول جج ہو یا قاضی ہو وہاں تو پہلے ہی سے شریعت بالکل نافذ ہے۔ میں آپ کو کہوں کہ فیملی لاز ہیں۔ حالانکہ اس پر تو بہت سے لوگوں نے چلایا تھا اور ابھی تک کر رہے ہیں لیکن اس میں بھی جو سبسٹینٹو لاء ہے وہ بھی آپ کی کیا ہے وہ بالکل محمدن لاء ہے۔ اگر اس کی ایگزیکٹو لاء میں کچھ فرق ہے۔ ہم صرف اس کو Distinguish کرلیں کہ ایگزیکٹو لاء کیا ہے۔ سبسٹینٹو لاء کیا ہے؟ جہاں تک آپ کے سبسٹینٹو لاء ہے پاکستان میں اس وقت جتنے ڈسوژن ہوں گے۔ جتنے فیصلہ جات ہوں گے وہ آپ کے شریعت کے عین مطابق ہوں گے۔ ہم لوگ خواہ مخواہ ان چیزوں کو الجھنوں میں نہ لائیں اور یہ کہتے ہیں کہ بھئی--- ہم تو یہ نہیں کہتے ہیں۔ ہم شریعت کے خلاف نہیں ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ ایک اگر آدمی--- اگر سر ایک قاضی ہے ہمیں وہاں کتنی پیچیدگیاں پڑتی ہیں ہائی کورٹ کی اگر ایک جج ہے وہ قانون کی بہتر طریقے سے انٹرپریٹ کرسکتا ہے۔

ہائی کورٹ کی ایک جج قانون کی بہتر طریقے سے انٹرپریٹ کرسکتا ہے کیونکہ جتنے بھی اچھی اور عظیم کتابیں ہیں وہ آپ کو انگریزی میں یا عربی میں دستیاب ہیں سیٹ اپ کو دیکھیے عربی کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ اگر آپ سارے علاقوں میں قضاء اپوائنٹ کریں گے

ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ کم از کم وہ انگریزی تو جانیں اگر ایک ججمنٹ ہے ہمیں تو اتنے دشواریاں سامنے آئے ایک فیملی میٹر میں اگر سپریم کورٹ کے جج دیتے ہیں تو وہ شریعت سے اچھی طرح واقف ہے ابھی ہم لوگ حیران ہے کہ اس کو کس طرح ٹرانسلیٹ کریں اور قاضی صاحب کو کس طرح سمجھائے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ عدت کی طرح جائے جو سبسٹینٹو لاء ہے اس کو لیں لیکن یہ نہیں کہ اس کے کو بھی وہی کرلیں۔ حالانکہ ایڈجیکٹیو لاء ہے آپ کی دیوانی عدالتوں میں المجلاء ہے وہ بالکل Applicable ہے ترکیوں نے لکھی ہے اس کو پاکستان کی جس عدالت میں چاہئے استعمال میں لاسکتے ہیں۔ لیکن ابھی ہم یہ کہتے ہیں کہ سارے عدالتوں میں یہ ایڈجیکٹو لاء ہے اس کی سسٹم کو تبدیل کردیں گے میرے خیال میں پھر ہم لوگ آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو Substitutive Law ہے اصلی قوانین شریعت کے وہ بالکل ہم لیں لیکن جو ایڈجیکٹو لاء ہے جن کو حالات اور واقعات کے ارتقاع کے مطابق طریقہ کار کو تبدیل کیا جاسکتا ہے میرے خیال میں اس پر کوئی قباحت نہیں اگر ہم ان چیزوں پر ضد کرے تو لوگ ایک جمود کا شکار ہوں گے اور ہمارا جوڈیشل سسٹم ہے اس کے جو نقائص ہوں گے یا جو فیصلہ جات ہوں گے بڑی پیچیدہ ہوں گے۔ مہربانی۔

مولانا عبدالباری : جس طرح ہمارے معزز دوست نے کہا تھا کہ یہاں پر مکمل شریعت لاء ہے یعنی قضاء جس طرح سوال کیا تھا قضاء کے بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا آئین اسلامی نظریاتی کونسل میں شریعت کورٹ ہے اسلامی لاء ہے میں وزیر صاحب سے پوچھتا ہوں یا ایوان سے پوچھتا ہوں کہ شریعت لاء میں تو یہ ہے قاتل کے لئے قضاء ہے۔ آپ مجھے بتادیں پاکستان یا بلوچستان میں سرعام قاتل پھر رہے ہیں نہ صرف ایک مقتول کا قاتل بلکہ سینکڑوں ہزاروں قتل کرچکے ہیں۔ کتنے قاتل کو انہوں نے قصاص کیا کتنے چوروں کے ہاتھ کاٹے ہیں۔ ہم بھی سمجھتے ہیں ملک میں شریعت نافذ تو ہے لیکن نافذ العمل نہیں ہے جہاں تک اس نے المجلاء کے بات کی

جناب میں خود کورٹ گیا تھا وہاں میں نے ایک سینئر جج سے پوچھا کہ اس کتاب کا نام کیا ہے جو عربی کا تھا۔ اس نے خلاء پڑھا حالانکہ اس کو خلع کہتے ہیں خلا کا مطلب ہے کہ پاؤں سے جو چپل ہے اس کو نکال دیں۔ جب وہ لفظ کی تلفظ ادا نہیں کر سکتا۔ تو شریعت کو کس طرح سے نافذ کریں گے جہاں تک ٹیکنیکل پیچیدگیاں ہیں اس لئے کہ ہم پیچھے رہ گئے اس وقت مغرب کا جو زہریلا پروپیگنڈہ اسلام کے خلاف دہشت گردی بنیاد پرستی ترقی سے روک رہے ہیں ہمارے وکیل صاحب کو بھی اللہ سمجھائے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر اس قانون کے بارے میں جس طرح ڈاکٹر کلیم اللہ نے کہا کہ میرے خیال میں اس نے اس ایوان میں اپنے زبان سے کہا دستور العمل دیوانی قلات کی اختیارات پانچ کروڑ تک ہے۔ اور اس کو لامحدود نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ محدود قسم کے اختیارات ہیں لامحدود وہ ہوتے ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ انہوں نے خود حد مقرر کردیا تو میرے خیال میں اس میں کیا قباحت ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

پوائنٹ آف آرڈر میں نے مثال کے طور پر کہا تھا پانچ کروڑ نہیں لامحدود ہے۔

مولانا عبدالواسع : جناب اسپیکر ایک حد ہے میں اس ایوان کے سامنے کہتا ہوں نہ لامحدود ہے پانچ کروڑ چھ کروڑ ہو وہ قانون کی کتاب اٹھائے اس کی حد مقرر ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ حد نہیں ہے پھر اس نے کہا کہ ہم سوچ رہے ہیں کہ اس کو نیچے کرے یا اوپر لائے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے لاء ڈیپارٹمنٹ سے جو مسودہ تیار کیا ہے اور وزارت داخلہ کو بھیج دیا ہے۔ انہوں نے یہ مسودہ تیار کرلیا ہے کہ ہم اس کو دستور العمل دیوانی قلات کے برابر لانے کی یہاں پر بھی وزیر داخلہ نے لکھا ہے کہ ہم اس شریعت دستور العمل برابر لانے کے لئے کوشش کررہے ہیں جب صدر پاکستان اور گورنر صاحب اس کو دستخط کردیں اور پاس کردیں اس جواب سے اور ان کے الفاظ سے ان کے مسودے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوپر کریں گے دستور العمل یعنی دیوانی

قلات حد تک پہنچانے کے تو اس میں وہ کیوں لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں ہیری پھیری سے کام لے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں قانونی پیچیدگیاں ہیں میرے خیال میں اس میں کوئی قانونی پیچیدگیاں نہیں ایوان کو بیوقوف نہ بنائے جو مسودہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے تیار کروایا وہ ایوان کے سامنے لاکر پیش کریں تم نے اس میں کیا لکھا ہے جیسے کچکول علی صاحب نے کہا اس کی عادت ہوتا ہے بدقسمتی سمجھیں یا بدبختی سمجھیں۔ اعلیٰ قانون اور جو انگریزی الفاظ کا ترجمہ کر رہے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی اعلیٰ قانون اسلام ہے جو آئین میں موجود ہے وہ کیوں مغرب کے الفاظ اٹھایا کہ اعلیٰ قانون اعلیٰ قانون قرآن و سنت سے اور کوئی نہیں ہوتا نہ ہم کوئی قانون مانتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : میں مولانا صاحب سے درخواست کرتا ہوں کیونکہ وہ مرکز میں بے نظیر کے اتحادی ہے وہ ان سے کہہ دیں کہ اسلامی نظام نافذ کردیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مداخلت

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب جعفر خان صاحب اور عبدالقہار صاحب تشریف رکھیں اس سوال پر کافی بحث ہوچکی ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی : جناب اسپیکر میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحبان اس فورم کو پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں بلوچستان اسمبلی کو گویا انہوں نے اپنے طور پر کوشش کی بلوچستان میں شریعت لانے کے لئے بنیادی ان کا مقصد یہ ہے مگر جہاں تک شرعی نظام کا تعلق ہے جیسے مولانا عبدالباری صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ نافذ العمل نہیں ہے یعنی شریعت ملک میں ہے اور نافذ العمل نہیں یہ ڈی فنشن مولانا صاحب جانتے ہوں۔ ابھی پشاور مالاکنڈ کے لوگوں نے مطالبہ کیا شریعت کا وہاں مولانا صاحب کے پارٹی نے اس کی مخالفت کی۔ وہاں پر لوگوں نے قربانیاں دی قتل و غارت گری ہوئی----

جناب ڈپٹی اسپیکر : خان صاحب آپ تشریف رکھیں آپ موضوع سے ہٹ

کر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلا سوال مولانا عبدالباری صاحب کا ہے دریافت فرمائیں۔

338- مولانا عبدالباری :

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

موجودہ صوبائی حکومت نے کن کن قبائلی شخصیات اور غیر ملکی باشندوں کو اسلحہ کے کس قدر اسپیشل پرمٹ جاری کئے ہیں تفصیل دی جائے۔

مسٹر عبدالقہار ودان (وزیر جنگلات) : موجودہ صوبائی حکومت نے کسی قبائلی شخصیت کو اسلحہ کے لئے کوئی اسپیشل پرمٹ جاری نہیں کیا۔ غیر ملکی باشندوں سے متعلق اسلحہ پرمٹ سمیت تمام معاملات مرکزی حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور صوبائی حکومت صرف فیصلوں پر عملدرآمد میں معاونت کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر338 مولانا عبدالباری کا ہے۔

مسٹر عبدالقہار خان ودان (وزیر) : جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر کوئی ضمنی سوال ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ تو میرے خیال میں پتہ نہیں کہ کس کی ذمہ داری ہے کارروائی ایک دن پہلے پہنچ جانی چاہئے یہ ابھی فلور ہے ہم لوگوں نے دیکھ لیا اور جواب بھی ایسا غلط سے غلط ہے کہ پتہ نہیں ایسا غلط اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے یا نہ کرے موجودہ صوبائی حکومت نے کسی قبائلی شخصیت کے لئے کوئی اسپیشل پرمٹ اسلحے کی جاری نہیں کیا ہے یہ جو اسلحے پھیر رہے ہیں آس پاس جناب اسپیکر صاحب یہ اسپیشل پرمٹ کس نے دیا ہے یا نہیں دیا ہے اگر اسپیشل پرمٹ دیا ہے تو صوبائی حکومت تسلیم کرے کہ ہم لوگوں نے دیا ہے اگر نہیں دیا ہے تو بغیر اسپیشل پرمٹ کیسے ایک بڑے بڑے اسلحے جو صدر پاکستان ہے وہ بھی نہیں پھرا سکتے گورنر صاحب بھی نہیں بھجوا سکتے

اور یہ سب کچھ آپ تو دیکھ رہے ہیں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : مولانا صاحب جہاں تک اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا اس سوال کا آپ کو صحیح جواب نہیں ملا ہے تو آپ نام بتلادیں کہ کہاں پر اسپیشل پرمٹ ملا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب خان صاحب کو بلوچستان کی ہر سڑک گواہی دے سکتا ہے زرغون روڈ آپ کو گواہی دے سکتا ہے گلستان روڈ دے سکتا ہے ڈیرہ بگٹی روڈ دے سکتا ہے کہ سب کے پاس اسپیشل پرمٹ ہے یا نہیں ہر روڈ گواہ ہے گواہ ہے گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ حقیقت ہیں آپ خود دیکھ رہے ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : مولانا صاحب میرے خیال میں آپ بہت جنرلائزیشن کررہا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہے واقع نہیں تو آپ کا سوال غلط ہے اگر سوال ٹھیک ہے آپ کا اور واقعہ آپ کو پتہ ہے کہ رولز کا وائلیشن ہوا ہے اور اسپیشل پرمٹ دیئے گئے ہیں تو اس کا نام لیں آپ اس ایوان کو بتلادیں کہ کس کو اسپیشل پرمٹ ملا ہے تاکہ ہم اس پر سوچیں اور اس پر کوئی کارروائی کرسکیں اب ایسے جنرل طور پر یہ کہنا کہ بس ملا ہے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

عبدالقہار خان ودان (وزیر) : مولانا صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ یہاں پر اسپیشل پرمٹ کسی کو نہیں دیا ہے لیکن البتہ یہ کیا ہے کہ ہر ایم پی اے کی اپنے پروٹیکشن کے لئے یعنی آپ جس جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں وہ ایم پی اے ہیں ایم این اے ہیں سینیٹر ہیں اور ہمارے کولیگ ہیں تو ان کے اپنے پروٹیکشن کے لئے گورنمنٹ نے اپنے پولیس وغیرہ دیئے ہیں اس کو اگر آپ بحیثیت اسپیشل پرمٹ کہیں گے تو یہ ہے اور باقی کوئی اسپیشل پرمٹ نہیں دیا ہے وہ تو آپ کو بھی ملا ہے۔

مولانا عبدالباری : (جناب اسپیکر صاحب پشتو میں ایک مثال ہے (تللہ بہ پر تیرہ کوو)

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر239 مولانا عبدالباری کا ہے۔

339- مولانا عبدالباری :

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہنہ ریسٹ ہاؤس کی تعمیر اور تزئین و آرائش پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اس کا لاگت تخمینہ کیا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تعمیر اور تزئین و آرائش اور فرنیچر وغیرہ کے کام کا ٹینڈر مقامی اخبارات میں تشہیر کیا گیا تھا یا نہیں' تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ :

(الف) یہ درست ہے کہ ہنہ ریسٹ ہاؤس کی دوبارہ تعمیر و توسیع اور فرنیچر وغیرہ کی فراہمی کے لئے کل لاگت کا تخمینہ 15 لاکھ روپے تھا۔

(ب) تعمیر و مرمت کا کام حکومت کے تمام مروجہ قواعد و ضوابط کے مطابق کیا گیا ہے جس میں اوپن ٹینڈر کی طلبی بھی شامل ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت کریں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر : رخصت کی درخواست اگر کوئی ہو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

مسٹر اختر حسین خاں سیکریٹری اسمبلی : حاجی سخی دوست جان صاحب نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی

جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار محمد طاہر خان لونی صوبائی وزیر صحت نے بھی معروفیت کی بنا پر 14 جنوری اور 17 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ میر لشکری خان رئیسانی صاحب صوبائی وزیر نے طبیعت ناساز ہونے پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار ثناء اللہ خان زہری وزیر بلدیات کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 17 جنوری 94ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جام محمد یوسف صاحب سینئر وزیر سرکاری دورے پر لسبیلہ تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 14 جنوری سے 25 جنوری 94ء تک اجلاس

سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار محمد اختر مینگل قائد حزب اختلاف نے نجی مصروفیات کی بنا پر 14 سے 18 جنوری 94ء تک کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ جنگیز خان مری صوبائی وزیر نے کراچی میں چند سرکاری مصروفیات کی بنا پر 17 اور 18 جنوری 94ء تک کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نواب زادہ گزین مری وزیر داخلہ سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج 17 جنوری 94ء کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : میر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنی تحریک التواء پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : میں درج ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ حال ہی میں سوئی گیس فیلڈ کے تقریبا 230 مستقل ملازمین اور تین صد عارضی ملازمین اور ساتھ ہی دیگر آٹھ فی صد مقامی آبادی سرکاری سرپرستی میں دہشت گردوں کی خوف و حراس سے جان و مال' عزت و آبرو کی تحفظ کی خاطر ڈیرہ بگٹی اور دوسرے ملحقہ علاقوں کی طرف نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں ان ملازمین کی تنخوائیں بھی روک دی گئی ہیں یہ لوگ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بے سرو سامانی کے عالم میں اس سخت سردی میں کھلے آسمان تلے بھوک' افلاس اور خوف و حراس میں زندگی بسر کررہے ہیں ان لوگوں کی پرسان حال کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ وہاں پر امن و امان نہ ہونے کی وجہ سے لاقانونیت پیدا ہوگئی ہے اور صوبائی حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہوگئی ہے۔ لہذا اس اہم مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ حال ہی میں سوئی گیس فیلڈ کے تقریبا 230 مستقل ملازمین اور تین صد عارضی ملازمین اور ساتھ ہی دیگر آٹھ فی صد مقامی آبادی سرکاری سرپرستی میں دہشت گردوں کی خوف و حراس سے جان و مال' عزت و آبرو کی تحفظ کی خاطر ڈیرہ بگٹی اور دوسرے ملحقہ علاقوں کی طرف نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں ان ملازمین کی تنخوائیں بھی روک دی گئی ہیں یہ لوگ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بے سامانی کے عالم میں اس سخت سردی میں کھلے آسمان تلے بھوک' افلاس ور خوف و حراس میں زندگی بسر کررہے ہیں ان لوگوں کی پرسان حال کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ وہاں پر امن و امان نہ ہونے کی وجہ سے لاقانونیت پیدا

ہوگئی ہے اور صوبائی حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہوگئی ہے۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب اس ایوان اور جناب کے علم میں بھی ہے پورا ایک سال ہمارے صوبہ بلوچستان میں امن و امان کسی ضلع میں بھی نہیں ہے آپ کوئٹہ کو دیکھیں تو کوئٹہ کے اندر ڈکیتیاں ہوتی ہیں دن دھاڑے ڈکیتیاں سبی جائیں ہر ہفتے آپ کو قتل وغارت کی خبر ملے گی اور نوتال کی طرف جائیں آپ کو ڈکیتی کی باتیں ملیں گی اور اس طرح لوٹ مار اور بدامنی کا بازار گرم ہے اس طرح آپ گلستان جائیں تو حال یہی ہے پندرہ لوگ قتل ہوئے تو اس طرف آپ تربت کو دیکھیں تو وزیر صاحب ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی ہیں وہ شہید کئے گئے اس کے بعد وہاں پر بعد میں دس بارہ آدمی قتل ہوئے اور تقریباً روزانہ دوسرے تیسرے روز اس طرح واقعات ہو رہے ہیں بلوچستان کے اندر اور کوئٹہ شہر کے اندر تو بالخصوص ہر ہفتے کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا ہے اور کوئی ملزم پکڑا نہیں جاتا ہے تو ہم صرف دوسروں پر الزام لگاتے ہیں سندھ کے اوپر مرکزی حکومت پر یا دوسرے صوبوں پر کہ وہاں پر امن و امان نہیں ہے لیکن ہمارے صوبے کے اندر بھی اس سے کم بدامنی نہیں ہے آپ ان تمام سے باہر نکل کر پھر آپ ڈیرہ بگٹی اور سوئی کی طرف جائیں تو وہاں پر کیا حالات ہیں وہاں پر تو مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت مل کر وہاں کے حالات کو خراب کیا ہوا ہے جب کہ وزیر اعلیٰ صاحب اکثر و بیشتر بیان دیتے رہتے ہیں کہ سوئی میں امن و امان ہے ڈیرہ بگٹی میں امن و امان ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے پھر مرکزی حکومت کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ پیرا ملٹری فورس سوئی میں بھیجیں اور ڈیرہ بگٹی میں بھیجیں حالانکہ وہ اس سے ایک ہفتہ پہلے اور بار بار بیان دیتے آرہے ہیں اور کوئی ایسا واقعہ بھی نہیں ہوا تھا تو وہاں پر پیرا ملٹری فورس منگوائی گئی وہاں کے لوگوں پر تشدد کیا گیا ان کو مجبور کیا گیا ان کو تنگ کیا گیا ان کو مارا پیٹا گیا ان پر فائرنگ کی گئی ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے وطن

کو چھوڑ کر ان پر ان کا گزارہ تھا سوئی میں ان کی ملازمتیں تھی کاشتکاری تھی اور دوسرے کاروبار تھے دکانداری تھی وہ وہاں سے نکل کر روانہ ہوئے جناب اسپیکر صاحب آپ کے علم میں ہے آپ کی وہاں خیارٹی رہتی ہے آپ کی منیارٹی بھی وہاں سے اس وجہ سے نکلی ہے اور ہمارے پہلے جو ایم پی اے تھا سردار سنت سنگھ اس کے بیٹے کو اغواء کیا گیا تھا تو اس طرح کے بہت سارے واقعات ہوئے تو آخر کار کوئی ایک ہزار گھر کے قریب کوئی چھ ہزار صرف بوڑھے مرد اور بچے جو کہ آکر ڈیرہ بگٹی میں آباد ہوئے مہاجرین بن کر یعنی سامان وغیرہ وہاں چھوڑ کر وہاں پر چلے آئے اسی طرح وہاں پر جو کچے ملازم تھے۔ 23 کے قریب سوئی گیس کمپنی کے ان کو انہوں نے مارا پیٹا ان کو نکال لئے وہ بھی بیچارے وہاں سے نقل مکانی کر کے جاکر ڈیرہ بگٹی میں بیٹھ گئے اور اسی طرح تین سو ملازمین ایسے بھی تھے جو کچے بنیادوں پر تنخواہ لیتے تھے عارضی طور پر کام کرتے تھے تو ان کو وہاں سے گھسیٹ کر نکالے گئے اور وہ بھی نقل مکانی کر کے ڈیرہ بگٹی چلے گئے ہیں وہاں پر اس وقت دہشت گردی کا بازار یعنی کہ دہشت گردی پھیلی ہوئی ہے اس میں صرف مرکزی حکومت نہیں اس میں صوبائی حکومت بھی اس کے ساتھ دے رہی ہے اور اس میں ملوث ہے تو ان دو سو تیس ملازمین جو وہاں پر کچے ہیں ان کو کوئی تنخواہ نہیں دی جارہی ہے اس طرح تین سو کچے ملازمین ہیں جو چار چار ماہ انہوں نے کام کیا ہوا ہے ان کی تنخواہیں نہیں دی جارہی ہیں اور جو چھ ہزار لوگ وہاں پر ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے حال ہی میں وہاں پر جاکر کے دورہ کیا تھا اور ان کو جاکر دیکھا تھا اور انہوں نے یہی کہا کہ واقعی ان کو امداد کی ضرورت ہے تو انہوں نے اعلان بھی کیا کہ ان خاندانوں کو ہم امداد دیں گے تو اس کے بعد وزیر اعلیٰ کی طرف سے کوئی مثبت اقدام نہیں اٹھایا گیا کہ ان کے لئے کچھ کیا جاسکے یہ سارے سلسلے دراصل بلوچستان بالخصوص نواب صاحب کو تنگ کرنے کے لئے کیونکہ نواب صاحب نے اپنے دور حکومت میں جمہوری وطن پارٹی کی صورت میں اپنے حقوق عوام حقوق مانگے پاکستان سے

اپنے حقوق مانگنے آپ کو یاد ہوگا کہ سی یو پی کے معاہدے کے تحت نواب صاحب نے مرکز سے منوایا کہ 304 حقوق نہیں ہیں کوٹہ نہیں ہے بلکہ ہماری آبادی جو 5-14 ہے تو اس کے تحت 5.14 کے تحت اس نے سوئی گیس کی رائلٹی منوائی ملازمین کا کوٹہ منوایا 5.14 کے تحت اور سوئی گیس رائلٹی منوائی سفیروں کا کوٹہ 5.14 کے تحت بلوچستان کا انہوں نے منوایا مرکز سے سیکریٹریوں کا کوٹہ 5.14 وہ مرکز سے منوایا اور اسی طرح باقی سارے حقوق تھے جو صوبوں کے متعلق تھے تو وہ منوائے اسی طرح اس کے علاوہ نواب صاحب کی جدوجہد کی وجہ سے دوسرے صوبوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا تو نواب صاحب کو آواز اٹھانے پاکستان کے لوگوں کی آواز اٹھانے کی سزا دینے کے لئے مرکزی حکومت نے یہ تہیہ کیا ہے کہ اس کو کسی طرح سے ہم تنگ کریں اور اس کو نیست و نابود کردیں تاکہ ہم من مانی کریں اور بلوچستان کے حقوق کو غصب کریں آپ دیکھ رہے ہیں کتنا اس سال ہمارے بجٹ میں جو ہے وہ کٹوتی کیا ہے انہوں نے پچھلے دور حکومت نے تو یہ کہہ دیا کہ جی ہم نے مرکز کو معاف کردیا ہے تو یہ سارے سلسلے یہ کڑیاں اس طرح ہیں نواب صاحب کو بے جا تنگ کرنے کے لئے اس کے خاندان کے افراد کو تنگ کرنے کے لئے وہاں کے عوام جو ڈیرہ بگٹی میں ہیں یا جو اس قوم کے لوگ ہیں ان کو تنگ کرنے کے لئے یہ حربے استعمال کئے جارہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ نواب صاحب باہر نہ نکلیں صوبے میں نہ آئیں مرکز میں نہ آئیں اور اپنے لوگوں کے حقوق کی بات نہ کریں تو اس لئے جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے حالات بہت ہی خراب ہوچکے ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک سال کے اندر کتنے قتل کے واقعات ہوئے ہیں ایوب صاحب شہید ہوئے سبی میں نوتال میں میں نے ذکر کیا گلستان میں ذکر کیا اور نصیر آباد' جعفر آباد میں تفصیل تو بہت ہے جناب اسپیکر لیکن میں تو ٹو دی پوائنٹ اور اس وقت صوبائی حکومت جو ہے صرف صوبائی حکومت کے حوالے نہیں ہے یہاں پر دو حکومتیں چل رہی ہیں

میرے خیال میں اس کا اعتراف یا اس کا ثبوت یہ ہے کہ گزین مری صاحب نے یہ کہا تھا کہ جی گورنر ہاؤس میں میٹنگیں ہوتی ہیں اور وہاں پر جو ہے حکومت کے کام چلائے جاتے ہیں اور ایک طرف صوبائی حکومت دعویدار ہے کہ ہم حکمران ہیں اور وزیر داخلہ کو وہاں اجازت نہیں دی جاتی ہے یا نہیں بلایا جاتا ہے وہاں پر گورنر میٹنگ میں تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں دو حکومتیں چل رہی ہیں یا ایک قسم کا گورنر راج بھی ہے اور دوسری طرف ایک معمولی جمہوری طریقے کا سلسلہ چل رہا ہے حالانکہ چیف ایگزیکٹو تو ہمارے وزیر اعلیٰ کو ہونا چاہئے سارے اختیارات ان کو ہونا چاہئیں آئینی طور پر ایک گورنر ہوتا ہے صرف سنبھالنے کے لئے دیکھنے کے لئے تو بہر حال وزیر اعلیٰ کیوں بے بس ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ امن و امان کو کیوں ممنتھن نہیں کرپارہے ہیں وزیر داخلہ کا بیان ہے یہاں پر اس اسمبلی کے فلور پر کہ سندھ کو جو ہتھیار ایمونیشن سپلائی ہو رہی ہے وہ بلوچستان کے راستے سے ہو رہی ہے مجھے اختیارات نہیں دیئے جارہے ہیں کہ میں ان کو پکڑ سکوں یہ تو ہمارے منسٹر کا بیان بھی اس اسمبلی کے فلور پر آیا ہے تو میں اس ایوان کی معرفت سے جناب اسپیکر کہ ڈیرہ بگٹی میں بے سرو سامانی میں مبتلا لوگ جو چھ ہزار کی آبادی میں بیٹھے ہوئے ہیں جس کے پاس نہ کھانا ہے نہ پینا ہے نہ لحاف ہے تو ان کے لئے جو وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم اس کی امداد کا بندوبست کروں گا تاحال انہوں نے کچھ بھی بندوبست نہیں کیا ہے اس کی امداد کریں جو دو سو تیس ملازمین سوئی گیس کمپنی سے نکالے گئے ہیں اور چار مہینے کی تنخوائیں ان کو نہیں ملی ہیں ان کی تنخوائیں دی جائیں ان چھ ہزار خاندان کو اور دو سو تیس خاندانوں کو واپس سوئی لاکر سیٹل کیا جائے اور ساتھ ساتھ ان کے تحفظ کی بندوبست بھی کی جائے تاکہ وہ آرام سے آکر اپنا روزگار بھی کرسکیں اور اس طرح تین سو لیبر جو عارضی ملازمتوں میں ہیں ان کو بھی دوبارہ واپس آباد کیا جائے ان کو بھی تنخوائیں دی

جائیں اور میں یہ بھی عرض کروں گا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کئی دفعہ بیان میں کہا ہے کہ ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں امن و امان ہے تو پھر پیرا ملٹری فورس لانے کی ضرورت نہیں ہے اجازت دینے کی ضرورت نہیں تھی ان کو تو ہم چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب پیرا ملٹری فورس کو واپس بھیجیں ایف سی کو بھی واپس بھیجیں تو مختصراً" میں نے جو اپنا بیان وضع کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس تحریک کو ایوان کے باقی ممبر صاحبان وہ حمایت کریں گے ایک اہم مسئلہ ہے ورنہ اگر دوسری صورت میں اس کے لئے اگر ایک دن مقرر کی جائے امن و امان کی صورت کے حوالے سے یا پھر اس تحریک کو منظور کیا جائے بہت شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جب تک قائد ایوان اور وزیر داخلہ ایوان میں نہ آجائیں اس وقت تک اس تحریک التوا کو موخر کیا جاتا ہے وہ ایوان کو صوبائی حکومت کے اقدامات سے آگاہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : وزیر ملازمت ھا نظم و نسق عمومی بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ پیش کریں گے۔

بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 1994ء

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ملازمت ہائے و نظم و نسق عمومی) :

میں بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 1994ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 18 جنوری 1996ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

اجلاس کی کارروائی بارہ بجکر چالیس منٹ مورخہ 18 جنوری 1996ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی۔